مسجد الحرام کی گول صفیں......تاریخ واجتہاد کے آئینہ میں

مفتی ابونعمان قصوری

وتری الملئکة حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربهم وقضی بینهم بالحق وقیل الحمدللّٰه رب العلمین (سورۃ الزمر آخری آیت)
اور تو دیکھے فرشتوں کو گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ ساری خوبیاں اس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا۔

یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لیے نزول اجلال فرمائیں گے اس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک انصاف کا فیصلہ کردیا جائے گا جس پر ہر طرف سے جوش وخروش کے ساتھ الحمدللہ رب العالمین کا نعرہ بلند ہوگا۔ یعنی ساری خوبیاں اس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروزدگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرہ تحسین پر دربار برخاست ہوجائے گا۔ اسی آیت طیبہ کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے۔ ۱۲۰ھ میں خانہ کعبہ کے چاروں طرف گول صفوں کی ابتداء ہوئی ایک زمانہ تک لوگ امام کی اقتداء میں نماز باجماعت مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرتے رہے اور صرف اسی ایک جانب جماعت قائم ہوتی، باقی سمتوں میں صفیں نہیں ہوتی تھیں لیکن جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو یہ سمت تنگ پڑگئی، مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ القسری (متوفی ۱۲۰ھ) نے بیت اللہ کے چاروں طرف گولائی میں صفیں بنوادیں، جس کی تائید اس وقت کے علماء فقہاء اور تابعین نے کی، چنانچہ اس وقت سے آج تک چاروں طرف صفیں قائم ہوتی چلی آرہی ہیں۔ (تاریخ مکۃ المکرمۃ قدیما وحدیثا، ص ۹۷)

نماز اسلام کا اہم ترین رکن ہے، اس عمل میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا اور جماعت کی نماز کے لیے صفوں کا سیدھا ہونا انتہائی ضروری اعمال ہیں۔ زمانہ نبوی ﷺ اور ادوار خلفاء راشدین میں بھی مسجد نبوی ﷺ اور پوری دنیا کے اندر موجود مساجد کی طرح ہی بیت اللہ کے اردگرد بھی صف بندی کرواکر نماز کی جماعت کروائی جاتی تھی تابعین کے دور میں اشد ضرورت کے تحت انتہائی جلیل القدر تابعی حضرت

عطاء بن ابی رباح نے اس قرآنی آیت سے اجتہاد کیا، فتویٰ دیا اور پوری امت نے آج تک اس شرعی فیصلہ کو تسلیم کیا ہے اور کسی کا بھی اختلاف نہیں ملتا، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ ہم تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں ہم کسی غیر نبی کی بات نہیں مانتے، یہ لوگ بھی ایک تابعی کے اجتہاد پر عمل کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کے گرد گول صفوں میں نماز ادا کرتے ہیں عجیب بات ہے کہ ایک تابعی کی بات کو مان لیتے ہیں اور خلیفہ راشد حضرت عمر کے اجتہاد (بیس تراویح) کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال ابن جریج کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء (تابعی) سے پوچھا: جب لوگ تھوڑے ہوں تو وہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کریں یا کعبہ شریف کے چاروں طرف؟ حضرت عطاء نے جواب دیا بہتر یہ ہے کہ ان کی صف کعبہ کی چاروں طرف پھیلی ہو، پھر یہ آیت پڑھی

وتری الملئکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم

(زمر: ۷۵)

یعنی، اے پیغمبر آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وثنا کی تسبیح کر رہے ہوں گے۔ (تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، ج۱، ص۷۱، تاریخ مکۃ المکرّمۃ قدیماوحدیثا، ص۹۸)

قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے جس عظیم تابعی نے گولائی میں صف بندی کا فتویٰ دے کر امت کو بہت بڑی مشکل سے بچایا اور اس طریق کار سے یہ سہولت مل گئی کہ لاکھوں مسلمان بیک وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس عالم دین کا نام عطاء بن ابی رباح رحمتہ اللہ علیہ ہے، ان کے بارے میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ عطاء سادات تابعین میں سے ہیں، ان کا علم و تقویٰ اور فضل وکمال انتہائی بلند پایہ تھا۔ (سیر الصحابہ (تابعین) بحوالہ تہذیب التہذیب ج۷، ص۲۰۳)

علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں وہ مکۃ المکرّمہ کے مفتی تھے بڑے بڑے ائمہ ان سے فیض علم کی جھولیاں بھرتے تھے۔ (تہذیب الاسماء للنووی، ج۱، ص۳۳۳)

امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ دیکھو اللہ جسے نوازنا چاہتا ہے وہ رنگ ونسل کو نہیں دیکھتا اور نہ جغرافیائی حد بندی اس کا ذریعہ ہے۔ ذرا تاریخ اسلام پر نظر دوڑاؤ، یزید بن ابی حبیب اسود رحمہ اللہ سیاہ رنگ تھے، حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ انصار کے آزاد کردہ غلام تھے، اور سیدنا عطاء بن رباح رحمتہ اللہ علیہ حبشی تھے اس کے باوجود اللہ نے علم کی عزت سے ان کو نوازا۔ (مختصر صفۃ الصلوۃ، ج۱، ص۶۵)

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

بہر حال مفتی مکہ مکرمہ احسن التابعین حضرت عطاء نے صحابہ کرامؓ میں سے کبار صحابہ سے علم حاصل کیا، ام القریٰ مکہ کے علاوہ مدنی صحابہؓ سے بھی خوب فیض لیا، جب انہوں نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو بظاہر اسلام کے دور اول وثانی کی جاری روایات سے بالکل مختلف تھا، لیکن سب نے اسے تسلیم کیا، کیا اس وقت ایسے لوگ نہیں تھے جو قول خدا اور قول رسول ﷺ کے ماہر ہوں۔ حقیقت ہے کہ یہ خیر القرون کا زمانہ ہے، علم وعمل پر دور نبوی ﷺ کی چھاپ خوب واضح ہے، ضروریات دین کیلئے اجتہاد کا سلسلہ جاری ہے، اس زمانہ کے جید علماء کے فتاویٰ کو ایک تشریعی مقام حاصل ہے، فقہ حنفی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سنت کے تعین کیلئے ان چاروں چشموں سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور مسئلہ کی مکمل گہرائی ان چاروں مآخذ سے مستفید ہوئے بغیر ناممکن ہے۔ بیت اللہ میں صفوں کی ترتیب اس کی صرف ایک مثال ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں شریعت میں موجود ہیں اس لیے کہ کلام اللہ اور احادیث نبوی ﷺ دونوں تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے فضائل پر شاہد ہیں کلام اللہ میں ان کے فضائل وامتیازات یہ بتائے گئے ہیں اور مہاجرین اور انصار کے ساتھ انہیں بھی رضوان الٰہی کی دولت سے سرفراز کیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه و اعدلهم جنات تجرى من تحتها الانهر ط (سورۃ التوبہ:۱۰۰)

یعنی: اور مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے قبول اسلام میں سبقت کی اور جن لوگوں نے خوش دلی کے ساتھ ان کا اتباع کیا خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش ہیں اور خدا نے ان کے لیے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس آیت پاک کا مصداق تابعین کرام ہی ہیں کہ وہی عمل میں مہاجرین وانصار کے ''تابع'' اور زمانے کے لحاظ سے ان کے بعد تھے، اور اسی لیے عرف عام میں ان کا لقب ''تابعی'' رکھا گیا۔ احادیث میں اس سے زیادہ صریح اور واضح الفاظ میں ان کا تعارف ہے اور ان کو خیر کے لقب سے سرفراز کیا گیا ہے۔

خير امتى القرن الذين يلونى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (مسلم الخ (مسلم کتاب، الفضائل)

☆**الولاية الخاصة اقوى من الولاية العامه** ☆ ولایتِ خاصہ ولایتِ عامہ کی نسبت قوی ہوتی ہے☆

میری امت میں اس زمانہ کے لوگ بہتر ہیں جو مجھ سے ملا ہوا ہے (صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعین)، پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ (تبع تابعین)

اس حدیث نبوی ﷺ میں تابعین اور تبع تابعین کو بہترین زمانے کے لوگ قرار دیا گیا ہے، یہ دراصل قرآن کریم سورہ توبہ کی مذکورہ آیت کی توضیح ہے کہ تابعین سے اللہ اس وجہ سے راضی ہوا کہ وہ صحابہ کی طرح دین کی حفاظت کرتے تھے۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (الخ)

(مسلم کتاب، الفضائل)

سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں (صحابہ کرامؓ) پھر وہ جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں۔ (تبع تابعین)

یہ تینوں اپنے زمانے کے لیے باعث خیر و برکت تھے، اسلام کو ان ہی کی خیر و برکت سے روحانی اور مادی فتوحات حاصل ہوتی تھیں۔ روایت ہے:

عن النبی ﷺ قال یاتی علی الناس یغزو فئام من الناس، فیقال لھم فیکم من رای رسول اللہ ﷺ فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغز و فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای من صحب رسول اللہ ﷺ فیقولون نعم فیفتح۔ (مسلم کتاب، الفضائل)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی، اس سے پوچھا جائے گا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو، وہ لوگ کہیں گے "ہاں" (ان کی برکت سے) ان کے لیے فتح دی جائے گی پھر ایک جماعت جہاد کرے گی، ان سے پوچھا جائے گا تم میں کوئی ہے جس نے اس شخص کو دیکھا ہو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا تو وہ کہیں گے "ہاں"، تو (ان کی برکت سے) فتح دی جائے گی۔

قارئین یہی وہ زمانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام ابوحنیفہ سے تدوین دین کا کام لیا، حق بات تو یہ ہے کہ وہ تابعی ہیں تاہم تبع تابعی ہونے سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہے، تابعین، تبع تابعین کو

یہ مقام کیوں ملا کہ ان کی اتباع اور ان کے عمل سے بھی استدلال کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے (سیر الصحابہؓ حصہ تابعین میں ہے) یہ مقدس جماعت علم و عمل میں صحابہ رسول علیہ السلام کا عکس و پرتو تھی، اس نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کی علمی اور اخلاقی وراثت کو مسلمانوں میں پھیلایا، عہد رسالت کے بعد اور شخصی حکومت کے اثر سے اسلامی نظام میں جو خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں ان کی اصلاح کی اور اگر اصلاح نہ کرسکی تو ان خرابیوں کے مقابلے میں اسلام کے مصفا سرچشمہ کو باہر کے گرد و غبار اور کدورت سے اپنی کوششوں سے محفوظ رکھا، مذہبی علوم کی حفاظت و اشاعت کے نئے علوم کی بنیاد رکھی، اسلامی سلطنت کے حدود کو وسیع کیا، اسلام کو پھیلایا، غرض ان تمام برکتوں کو جن کا عہد صحابہ میں آغاز ہوا تھا تکمیل تک پہنچایا اور جو پوری ہو چکی تھیں ان کی حفاظت کی، اس لیے پوری امت تابعین کے اعمال و اخلاق سے استفادہ کرتی ہے۔ (بشکریہ فقاہت)

مجالس محرم اور فقیہِ ہند

محقق ہند، اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

عوام مجلس خواں اگر چہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اُن کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے اُن کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رُلانا اور اُس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔ ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائل جلیلہ و مناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں اُن کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکرِ شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا، مگر ہیہات اُن کے اطوار اُن کے عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں۔ ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا اُن محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی۔ بے شمار مناقبِ عظیم اللہ عزوجل نے انھیں عطا فرمائے۔ اُنھیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اُس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز و نوحہ نما و معانی حُزن انگیز و غم افزا بیان کو وسعتیں دینا اُنھیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔ غرض عوام کے لئے اُس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی و خوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں، اذکار غم و ماتم اُس کے مناسب نہیں۔ فقیر اُس

میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ ہمارے لئے خیر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظرِ فقیر سے گزری انھوں نے بھی اس رائے فقیر کو موافقت فرمائی۔ والحمدللہ رب العالمین۔ آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول، فانه شهر امرنا بالظهار الحبور فيه كل عام، فلا نكدره باسم الوفاة، فانه يشبه تجديد الماتم، وقد نصوا على كراهيته كل عام في سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل في امهات البلاد الاسلامية، وقد تحاشوا عن اسمه في اعراس الاولياء فكيف في سيد الاصفياء صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔ (۱)

یعنی ماہِ مبارک ربیع الاول خوشیو شادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوارِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانۂ ظہور ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی کریں، تو اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے، اور بے شک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں۔ اولیائے کرام کے عرسوں میں نامِ ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکہ پسند کرسکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

حضرات گرامی، علماء اہل سنت، خصوصا واعظین ومقررین، ائمہ وخطباء مساجد، ہماری آپ سے درخواست ہے کہ ماہ محرم میں ایسی تمام کتب کے حوالہ جات، شہادت ناموں کی بیان کردہ روایات اور فرضی داستانوں کے بیان سے مکمل احتراز وگریز فرمائیں۔ اور ذکر شہادت میں اہل بیت اطہار کے علمی مشاغل ومحاسن بیان فرمائیں اور ان کے مجاہدانہ ومصلحانہ کارناموں سے عوام اہل سنت کو آگاہ فرمائیں۔ یہی ذکر شہادت ہوگا، اور یہی مجلس وعظ کام آئے گی۔

☆العادة محكمة ☆عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا☆